ایک گمنام مصنف!

Aug 05, 2025

وہ مجھے اپنی کتھا سنا رہے تھے۔ ان سے بہت عرصہ پہلے ایک علمی محفل میں ملاقات ہوئی تھی۔ انھوں نے مجھ سے رابطہ کیا تھا کہ درود شریف کی نایاب عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنا ہے اور کچھ کا اعراب بھی لگانا ہے۔ میں نے سعادت سمجھتے ہوئے ہاں کر دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ درود شریف کی کتابوں پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا بنانا چاہتے ہیں اور اس لیے انھوں نے درود شریف پر اب تک کی دستیاب کتابوں کا اردو میں ترجمہ کر کے انھیں اس انسائیکلوپیڈیا میں شامل کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں وہ اتنے محتاط تھے کہ جن کتابوں کا اعراب نہیں لگا ہوا تھا ان کا اعراب مجھ سے لگواتے تھے تاکہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ صلوۃ وسلام پیش کرتے ہوئے نادانستہ بھی کسی لفظ کی اونچ نیچ نہ ہو جائے۔ درود شریف سے انھیں خاص شغف ہے اور انھوں نے دلائل الخیرات کے حلقے قائم کر رکھے ہیں۔ اس کے ساتھ انھوں نے خود بھی کئی کتابیں لکھی ہیں جو اس پائے کی کتابیں ہیں کہ انھیں مختلف عربی ممالک کے تعریفی خطوط، اسناد اور میڈل وصول ہوئے ہیں۔ لیکن خیر، بات شروع ہوئی تھی کہ وہ اپنی کتھا سنا رہے تھے۔ ان کا نام افتخار احمد حافظ قادری ہے۔



حافظ افتخار صاحب کہہ رہے تھے کہ میں اپنی ہر کتاب نیشنل لائبریری میں ضرور جمع کراتا ہوں۔ اس بار ایسا ہوا کہ مجھے کسی سلسلے میں نیشنل لائبریری میں اپنی جمع کرائی کتابوں کا حوالہ چاہیے تھا کہ کس نمبر پر کون سی کتاب موجود ہے۔ میں وہاں پہنچا تو لائبریری کی حالت ہی ابتر تھی۔ کتابوں پر اتنا گرد و غبار تھا کہ الامان والحفیظ۔ میں نے اپنا مدعا بیان کیا تو یہ جان کر حیران رہ گیا کہ میری کتابوں کا باقاعدہ اندراج ہی نہیں ہوا تھا۔ میں نے رسیدیں دکھائیں تو کہا گیا کہ آپ کے پاس رسیدیں تو ہیں لیکن ان کا اندراج نہیں کیا کیونکہ اس وقت یہ کام مینوئل تھا۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنی کتابیں تلاش کیں اور انھیں دوبارہ اندراج کرنے کا کہا۔ اندر اندھیرا اور پنکھے تک کام نہیں کر رہے تھے حالانکہ کسی دور میں صفائی اور اے سی کا اعلیٰ انتظام تھا۔ کہہ رہے تھے کہ شاید جب سے تعلیم کیلئے حکمرانوں کے بچے غیر ممالک جانا شروع ہوئے ہیں تب سے اپنے ممالک کے اداروں کا یہی حال ہوا ہے۔ اگرچہ نقار خانے میں طوطی کی کون سنتا ہے لیکن پھر بھی میں نے سوچا کہ اس بات پر قلم اٹھایا جائے تاکہ اپنے حصے کا دیا تو جل جائے کیونکہ مجھے بھی پاکستان کی یونیورسٹیوں میں بطور خاص اسی طرح کے معاملات کا سامنا رہا۔ قلمی نسخوں میں جامعہ پنجاب کا رویہ دیکھنے والا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ نہ جانے لوگوں نے اپنا قیمتی اثاثہ اس جامعہ کو کیوں دیا جو اسے ہوا تک نہیں لگنے دیتا۔

موصوف عربی اور فارسی زبان میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ اب تک ان کی ستر سے زائد کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں دیار حبیب ﷺ، والدینِ مصطفےٰ ﷺ، شہزادی کونین سلام اللہ علیہا، شانِ علی بزبان علی علیہ السّلام، شانِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین، سیدنا ابو طالب، مؤمنین کی مائیں، انوار الحق، الصلوات الالفیہ علی باسماء خیر البریہ ﷺ کے نام مجھے یاد ہیں۔ آخر الذکر کتاب میں نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی کیساتھ درود شریف کا ہدیہ بارگاہ نبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ ابھی حال میں ہی ان کی ایک کتاب کلیام کوچہ عشق شائع ہوئی ہے جس میں انھوں نے بابا فضل الدین کلیامی چشتیؒ کی سوانح حیات معتبر تاریخی حوالوں سے بیان کی ہے۔ اہل بیت نبوت کے ساتھ حافظ صاحب کی عقیدت دیکھنے لائق ہے۔ امام سیوطی کی ایک تالیف مسند فاطمۃ الزہرا‌ؓ ہے اس

کے ترجمے کے لیے میں نے ان کی تڑپ دیکھی ہے۔ درود شریف کی تو شاید ہی کوئی کتاب ہو جسے انھوں نے توجہ نہ دی ہو اور اس کی نوک پلک سنوار کر اسے اپنے انسائیکلوپیڈیا میں شامل نہ کیا ہو۔

ان کی ایک کا نام ”کسری العرب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ“ ہے۔ان کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ ذاتی نمودونمائش کی بجائے ان کی کتابیں زیادہ تر امت محمدیہ ؐ کے ایصال ثواب کیلئے ہوتی ہیں اور یہ بات ان کے کتابوں کے آغاز میں درج ہوتی ہے۔ یہ کتاب کل چار ابواب پر مشتمل ہے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سیرت و کردار، خلافت و خدمات اور ان کی تاریخی اور علمی حیثیت کو مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں ان کے فضائل، خاندان، احوال پیش کیے گئے ہیں۔ دوسرے باب میں مولائے کائنات مولا علیؓ کی سیرت اور مشاجرات کا عقائد اہل سنہ کی روشنی میں شاندار اور مدلل تجزیہ پیش کیا گیا ہے جو اتحاد امت کا مظہر ہے۔ تیسرے باب میں حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت اور ان کی کرامات کا بیان ہے۔ چوتھا باب بنو امیہ اور بنو ہاشم کے آپس کے رشتوں کو بیان کرتا ہے۔ کتاب کے آخر میں اس کتاب کے بنیادی مصادر کی ایک فہرست دی گئی ہے۔ اس کتاب پر بین الاقوامی مشاہیر اور سکالرز کی آرا بھی موجود ہیں۔ مدینہ منورہ کے ممتاز عالم دین ڈاکٹر لوائی بن سید زین جعفر الشافعی اور جامعۃ الاحقاف کے محقق اور نامور سکالر حافظ محمد رحان الحنفی کا کہنا تھا کہ اللہ اس کتاب کو امت مسلمہ کے اتحاد کا ذریعہ بنائے۔ اسی طرح لبنان کے مایہ ناز ادیب، محقق اور سکالر ڈاکٹر نبیل جمیل شندر الحسینی نے فرمایا کہ کتاب علمی دیانت اور محنت کی عمدہ مثال ہے جس میں کسی قسم کے افتراق اور انتشار کی بجائے محبت اور اتحاد کا درس دیا گیا ہے۔